مباهله

بارگاہ رسالتؐ میں وفد بنی نجران کی باریابی

زبدۃ العلماء مولانا سیّد آغا مہدی صاحب قبلہ طاب ثراہ

اسلام کی امن پسندی کا زبردست مظاہر

اسلام نے دشمن کے مقابلہ میں ہمیشہ جو فیصلہ کن طریقے اختیار کئے کسی مذہب میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس کا یہ خاص شیوہ تھا کہ ہمیشہ مخالف پارٹیوں کو ان کی ذہنیت کے موافق جواب دے اور مقابل کے لئے کوئی پہلو اتمام حجت کا باقی نہ رہنے دیا۔ تبلیغ اسلام کے گونا گوں حالات اور ہادیان ملّت کی کوشش کو نظر تعمق سے دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ بہت آسان ہے کہ بانی اسلامؐ نے کبھی دشمن کا جواب گفتار شیریں سے دیا، کبھی صبر وسکون پر اکتفا کی اور کسی مقام پر احتجاج میں زبان قلم کام میں لائے۔ پیغمبر اسلامؐ کی سوانح عمری میں ایسے تحریری نامہ و پیام بھی ملتے ہیں جن کے پُر اثر الفاظ گھر بیٹھے ہمسایہ سلطنتوں کو اسلام کی تلقین کی اور ایک زبردست مبلغ کا کام دیا۔ مسلمانوں کے تبلیغی مقصد کی آخری دفعہ جہاد تھی جس کو اس نے انتہائی مجبوریوں کے بعد مدافعانہ انداز میں شروع کیا اور جس طرح سلیقہ شعار باغبان چمن بندی کرتے ہوئے خواہ مخواہ دامن سے الجھنے والے خاردار ٹہنیوں کو چھانٹ دیتا ہے اسی طرح پیغمبر عربیؐ نے اصلاحی قطع و برید سے کام لے کر تعصب وعناد کے ستونوں پر بلند ہونے والے قصر ہنگامہ وفساد کو حکیمانہ طرز سے منہدم کر دیا۔

اسلام کی اشاعت انھیں پاکیزہ اصول کی روشنی میں ہوئی لیکن واقعات دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے ایک طریقہ اٹھا رکھا تھا جو مباہلہ کی شکل میں نصاریٰ نجران کا وفد آتے ہی ظاہر ہوا اور اسلام کی انتہائی امن پسندی دنیا کے سامنے آ گئی۔ یہ وہ وقت ہے کہ مکہ فتح ہوئے ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے۔ رفتہ رفتہ اسلام کی آواز چہار دانگ عالم میں پہونچ رہی ہے اور بالخصوص عرب کا چپہ چپہ محمد عربیؐ کی سچی آواز پر لبیک کہہ چکا ہے مسلمانوں کو کفر پر غلبہ ہوتا جاتا ہے اور اشاعت مذہب میں روز افزوں ترقی ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے علماء بنی نجران کے نام خط لکھے جس کے جواب اور مذہب کی تحقیق میں عاقبؔ نے جو عیسائیوں کا زبردست عالم تھا اپنی قوم سے ۱۴/ اشخاص جن کی علمی قابلیت ممتاز تھی منتخب کئے اور ستّر عیسائیوں کے ساتھ یہ جماعت مدینہ کی طرف روانہ

ہوئی۔ عیسائیوں کا شاندار قافلہ جب مدینہ کی حدوں سے قریب ہوا رئیس قوم عاقب نے اہل اسلام کی نظروں میں اپنی شان وشوکت بڑھانے کے لئے قافلہ روک کر جسمانی آرائش شروع کی اور دور دراز راستوں کو طے کئے ہوئے مسافر گھوڑوں سے اتر کر غسل کرنے میں مصروف ہوئے اور گردآلود لباس جسم سے اتار کر ریشمی خلعت پہنے کپڑوں میں عطر لگا کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور نیزوں کو گھوڑوں کے سروں پر سیدھا کئے ہوئے انتہائی شان وشوکت سے شہر میں پہونچے۔ یہ نووارد عرب کے تمام رہنے والوں سے زیادہ خوبصورت اور تندرست وتوانا تھے۔ جب اہل مدینہ کی نظریں ان پر پڑیں تو لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم نے ان سے بہتر آدمی نہیں دیکھے۔ عصر کے وقت یہ مہمان بارگاہ نبویؐ سے نزدیک آ گئے اور جب دربار نبویؐ میں داخل ہوئے تو پیغمبرؐ اسلام نے ان کے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ بادی النظر میں سرور کائنات کا یہ طرز عمل پسندیدہ نہ تھا مگر جس وقت اس بے التفاتی کا راز عام لوگوں کو معلوم ہوا تو نبیؐ خدا کی سچائی میں اور اضافہ ہوا اور ہر کہ ومہ اسلامی ذہنیت کا دلدادہ نظر آیا مگر آخر میں عیسائیوں کے استقلال پر جب تک اس بے رخی کا سبب نہ دریافت کر لیا اس وقت تک مراجعت نہ کی۔

عبدالرحمن بن عوف سے شکایت کی اور کہا کہ تمہارے پیغمبرؐ نے ہم کو دعوت دینے کے بعد جواب سلام کے لائق بھی نہ سمجھا آخر یہ کیا ہے تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی قافلہ مدینہ میں اس شان وشوکت سے کبھی نہ آیا تھا، اس لحاظ سے عام مسلمان بھی اپنی جگہ خاموش تھے اور اسلامی بے پرواہی کا سبب ان کا مزاج داں نہ ہونے سے دریافت نہ کر سکتے تھے مگر عبدالرحمن ہی نے اس گتھی کو سلجھایا اور قافلہ کے ذمہ دار لوگوں کو حضرت علیؑ کی خدمت میں لائے، آپ نے ان کے سراپا پر نظر کی تو فرمایا ریشمی پوشاک اتار کر اور سونے کی انگوٹھیاں انگلیوں سے جدا کر کے بزم رسولؐ میں جاؤ۔ یہ تدبیر سب کو پسند آئی اور سفر کی اتری ہوئی پوشاک زیب جسم کر کے جو نبی اکرمؐ کے سامنے پہونچے تو حضرتؐ نے اس تپاک سے ملاقات کی کہ کئی گھنٹہ باتوں میں گزرے۔

یہ تھی اسلام کی سچائی اگر پہلی مرتبہ اخلاق کو وسعت دیتے، تو نبوتؐ کے دامن پر دنیا پرستی کا دھبہ آتا اور تعظیم و توقیر آنے والوں کی نہ تھی بلکہ ان زرنگار پوشاک کی تھی۔ اس نقطہ سے دینی رہنما کو یقینا دور رہنا چاہئے۔ ظاہر داری سے نفرت سادگی پر میلان دین داری کی اعلیٰ پہچان ہے۔ سلسلہ گفتگو میں جناب عیسیٰؑ کی شخصیت کا تذکرہ ہوا اور نصرانیوں نے ان کی شان میں جو عظیم اختلاف پھیلا رکھا تھا اس کے سلجھانے کی کامیاب کوشش کی گئی مگر عصبیت نے کوئی اچھا نتیجہ سامنے آنے نہ دیا۔ عاقب نے پوچھا آپ نے کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ بچہ بے باپ کے پیدا ہو آپ نے قرآن سے مثال دے کر ابن مریمؑ کی صحیح حالت بیان کی اور آیت اتری: ''انّ مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون الحق من ربک فلاتکوننّ من الممترین'' عیسیٰؑ کی مثال خدا کے نزدیک آدم کی جیسی ہے انھیں مٹی سے پیدا کیا اور کہا ''کن'' وہ عرصۂ وجود میں

آ گئے۔'' یہ تشبیہ عیسائیت کی پوری بیخ کنی تھی۔ اس لئے کہ اگر عیسیٰؑ کی ولادت میں بے باپ کے ہونے سے یہ شبہ پیدا ہو کہ خدا کے بیٹے ہیں تو آدمؑ کی مثال اس سے زیادہ تعجب خیز تھی وہاں ماں باپ دونوں نہ تھے لہٰذا عیسیٰؑ کی الوہیت باقی نہ رہی۔ اس آخری فیصلہ کے بعد بھی جب گفتگو تمام نہ ہوئی تو آپ نے لہجہ بدلا اور فرمایا: ''**فمن حاجک فیه من بعد ماجائک من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین**'' جو شخص دلیل و برہان کے بعد بھی آپ سے جھگڑے تو اس سے کہئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو لے آؤ تو عاجزی سے دعا کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں۔

یہ وہ خدائی تعلیم تھی آپ مباہلہ کے لئے تیار ہوئے اور دوسرا دن حقیقت کے ثبوت پر مقرر ہوا۔ مرسلؐ اپنی دولت سراء میں اور نصاریٰ اپنی منزل پر آئے۔ عاقب کے ساتھیوں نے پوچھا کہ مباہلہ ہمارے حق میں کس حد تک کامیاب ہوگا اس نے عجب معنی خیز جواب دیا اور کہا کہ اگر مسلمانوں کے نبی اپنے اصحاب اور پیروی کرنے والوں کو لے کر آئیں تو مباہلہ میں ہم کو عذر نہیں اور اگر گھر والوں کو ساتھ لائیں تو سمجھنا کہ حق ادھر ہے۔ انھیں خیالات میں صبح ہوئی۔ ۲۴ رذی الحجہ طلوع آفتاب کے بعد پیغمبرؐ گھر سے یوں برآمد ہوئے کہ حسنؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے، حسینؑ کو گود میں، سیدہؑ پس پشت سب کے عقب میں علیؑ ابن ابی طالبؑ یہ مختصر جمعیت پیغمبرؐ کی دعا پر آمین کہنے کے لئے آگے بڑھی۔ جب مباہلہ کے میدان میں یہ گھرانہ پہونچا اور عقب میں نصاریٰ نے دیکھا کہ رسولؐ جگر کے ٹکڑوں کو لئے ہوئے سامنے آئے اور عبا کے سائے میں داماد اور بیٹی اور دونوں بچوں کو بٹھا دیا خود سامنے اس شان سے ٹھہرے کہ دونوں زانو زمین پر ٹیک دیے بایاں ہاتھ عبا میں داخل کر کے کمان پر تکیہ کیا اور داہنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا۔ یہ انداز دیکھ کر بنی نجران کے چہرے زرد ہو گئے اور رسالتؐ کے رعب و دبدبہ نے سبھوں کو لرزہ براندام کر دیا اور یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ اسقف جو سب سے سر برآوردہ تھا اس تہذیب کو دیکھ کر کہنے لگا: ''**انی لاری وجوهاً لو سالوا الله ان یزیل لهم الجبال لازالهم**'' میں وہ چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر چاہیں تو خدا سے کہہ کر سر بلند پہاڑوں کو اپنی جگہ سے سرکا دیں اگر ان سے مباہلہ کیا جائے تو روئے زمین پر ایک نصرانی بھی باقی نہ رہے گا خدا کی قسم اگر انھیں کچھ بھی ڈر ہوتا تو اپنی اولاد کو کبھی ساتھ نہ لاتے۔ امام فخر الدین رازی خطیب رے نے بحث مباہلہ میں اسقف کا یہ کہنا لکھا ہے ''**لولا لعنوا فمسخوا قردة وخنازیر ولا ضطرم علیهم الرادی فار لولاً استاصل الله نجران واهله حتی الصیر علی ورس الشجر**''

(مفاتیح الغیب ج۔۲ ص۔۴۶۵ طبع مصر)

اگر یہ صدائے نفرین بلند کریں تو سب کے سب بندر اور سور کی صورت میں مسخ ہو جائیں گے اور پورے

میدان میں آگ نظر آئے گی اور اہل نجران کا استیصال ہوجائے گا اس حد پر کہ درختوں پر جو پرند ہوں گے وہ جل کر خاکستر ہوں گے۔

ان تصورات میں سب کے سب مرسلؐ کے سامنے آئے اور پوچھا آپ انھیں افراد کو لے کر ہم سے مباہلہ کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں ان سے زیادہ کوئی دوسرا خدا کا مقرب نہیں ہے اس جواب نے ادھر صلح کی گفتگو پر مجبور کیا ادھر وحی ہوئی کہ اے پیغمبرؐ اگر آپ اہل بیتؑ کو لے کر تمام روئے زمین سے مباہلہ کیجئے تو آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں اس آیۂ کریمہ میں ابنائنا سے مراد حسنینؑ اور نسائنا سے مراد فاطمہ زہرؑا اور انفسنا سے علی مرتضیؑ کو جو مفسرین، محدثین، مؤرخین اہل قلم مراد لیتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) مسند احمد بن حنبلؒ ص / ۱۸۵
(۲) صحیح مسلم ج / ۲ ص / ۲۳
(۳) الکشف والبیان امام ابواسحق ثعلبی ج / ۱ ص / ۱۸۹ مخطوطات مکتبہ ممتاز العلماء
(۴) تفسیر کشاف، ج / ۱ ص / ۱۹۳
(۵) الجلالین محمد بن احمد محلی شافعی ص / ۸۵ طبع بمبئی ۱۲۷۱ھ
(۶) انوار التنزیل واسرار التاویل از علاء الدین علی بن محمد بغدادی صوفی شافعی معرف بخازن ص / ۵۱۰ طبع مصر ۱۳۱۷ھ
(۷) سراج المنیر شتربنی ص / ۲۲۲
(۸) غرائب القرآن نیشاپوری ج / ۱ ص / ۳۲۹
(۹) روح البیان شیخ ابراہیم بروسوی ج / ۲ ص / ۴۴
(۱۰) مفاتیح الغیب تفسیر کبیر رازی
(۱۱) ترجمہ تفسیر کثیر شامی ج / ۳ ص / ۶۵
(۱۲) مواہب علیہ کاشفی ص / ۶۸
(۱۳) تفسیر حقانی مولوی عبدالحق دہلوی ص / ۱۱۸ طبع دہلی ۱۹۵۱ء
(۱۴) تفسیر شبیر احمد عثمانی برحاشیہ قرآن ترجمہ محمود الحسن۔ تاج کمپنی
(۱۵) معجز نما متوسط قرآن مترجم مدو ترجمہ شاہ رفیع الدین وشاہ اشرف علی تھانوی ص / ۸۳ طبع دہلی ۱۹۲۷ء
(۱۶) اسباب النزول ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری ص / ۴۷ طبع مصر ۱۳۱۵ھ
(۱۷) تاریخ الخلفاء سیوطی ص / ۶۵
(۱۸) تاریخ الکامل ابن اثیر خدری ج / ۲ ص / ۱۱۲
(۱۹) حاکم مستدرک علی الصحیحین ج / ۳ ص / ۱۵ طبع دکن
(۲۰) صواعق محرقہ ص / ۹۳ طبع مصر
(۲۱) سنن ترمذی ج / ۱۳ ص / ۱۷۲ مصر
(۲۲) ینابیع المودۃ ص / ۵۲
(۲۳) دلائل النبوۃ ابونعیم ص / ۱۲۴ طبع دکن
(۲۴) الفصول مہمہ ص / ۱۲۹
(۲۵) اصابہ ابن حجر ج / ۴ ص / ۲۷۱
(۲۶) شرح شفا خفاجی ج / ۳ ص / ۴۵۶
(۲۷) الائمہ الاثناء عشر شمس الدین محمد بن محمد طولون دمشقی ص / ۵۳ طبع بیروت

(۲۸) ذخائرالعقبیٰ ص ر ۲۵
(۲۹) مطالب السئول ص ر ۲۴، ۲۷ طبع لکھنؤ
(۳۰) اتحاف شیخ عبداللہ شافعی ص ر ۵ مصر
(۳۱) تذکرہ خواص الامہ ص ر ۸
(۳۲) مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی ص ر ۳
(۳۳) ترجمہ قرآن شاہ عبدالقادر ص ر ۵۴ طبع ۱۹۲۸ء
(۳۴) ارجح المطالب ص ر ۶۸، ۴۰۹
(۳۵) مناقب المرتضیٰ شاہ علی حیدر ص ر ۱۱۹
(۳۶) کنزالعمال علی متقی ج ر ۶ ص ر ۴۰۷

نصاریٰ کو ٹھنڈے دل سے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہئے کہ بانی اسلامؐ نے ان سے مقابلہ کے وقت تلوار نہیں اٹھائی، جہاد کا نام نہیں لیا بہت ممکن تھا کہ ان کی ہٹ دھرمی کا جواب تلوار سے دیا جاتا لیکن اسلام کے پاس صرف یہی آلۂ دفاع نہ تھا جو اسے جا بجا صرف کرتا۔ اسلام نے ہمیشہ عقل کی روشنی میں کام کیا اور خونریزی سے گریز کیا، اسلام کو یہ دکھانا تھا کہ بادیہ نشین اعراب جو کفر و نفاق میں تمام عالم سے بڑھے ہوئے ہیں ان کی سرکوبی کے لئے تلوار کی ضرورت تھی تو جہاد کیا اور جو تہذیب و تمدن سے کسی قدر آراستہ تھے، ان کے لئے ہدایت کے دیگر ذرائع اختیار کئے، اور اپنی خاموش تبلیغ سے تلوار کا کام لیا اگر عیسائیوں کے پاس عقل اور عقل کے ساتھ انصاف کا جوہر ہوتا تو اپنے بابِ ماسبق کو دیکھ کر کبھی نہ کہتے کہ اسلام تلوار سے قائم ہوا یہ الزام واقعات کے خلاف ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اسلام شمشیر زنی کا حامی نہ تھا۔

بقیہ امام محمد باقر علیہ السلام ......

طرح کی مرجعیت عام حاصل ہونے کے باوجود سیاست سے کنارہ کشی میں اپنے والد بزرگوار کے قدم بہ قدم ہی رہے۔

بے شک زمانہ کی سازگاری سے آپ نے واقعہ کربلا کے تذکروں کی اشاعت میں فائدہ اٹھایا۔ اب واقعہ کربلا پر اشعار نظم کئے جانے لگے اور پڑھے جانے لگے امام زین العابدینؑ کا گریہ آپ کی ذات تک محدود تھا اور اب دوسروں کو ترغیب و تحریص بھی کی جانے لگی۔ اس کے علاوہ نشر علوم آل محمدؐ کے فریضہ کو کھل کر انجام دیا گیا۔ اور دنیا کے دل پر علمی جلالت کا سکہ بٹھا دیا گیا۔ یہاں تک مخالفین بھی آپ کو ''باقر العلوم'' ماننے پر مجبور ہوئے جس کا مفہوم ہی ہے ''علوم کے اسرار و رموز کے ظاہر کرنے والے''۔ اس طرح ثابت کر دیا کہ آپ اپنے کردار میں انہی علیؑ بن ابی طالبؑ کے صحیح جانشین ہیں۔ جنہوں نے پچیس برس تک سلطنت اسلامیہ کے بارے میں اپنے حق کے ہاتھ سے جانے پر صبر کرتے ہوئے صرف علوم و معارفِ اسلامیہ کے تحفظ کا کام انجام دیا۔ وہی ورثہ تھا جو سینہ بسینہ حضرت محمدؑ باقر تک پہنچا تھا۔ نہ امتدادِ زمانہ نے اس میں کہنگی پیدا کی تھی اور نہ اس رنگ کو مدھم بنایا تھا۔ نہ تسلسل مظالم کے اثر سے انتقامی جذبات کے غلبہ نے ان کو بنیادی مقاصدِ حیات سے غافل کیا۔